غزواتِ نبوی ﷺ میں خواتین کی شرکت

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

محمد یٰسین مظہر صدیقی*

عہدِ نبوی ﷺ کے اجتماعی اور قومی معاملات میں سے ایک جہادی سرگرمی تھی۔ مدنی عہد کے بیشتر اوقات پر اسی کا سایہ چھایا رہا تھا۔ اس دس سالہ دورِ اجتماعیت میں رسول اکرم ﷺ کو مختلف عرب قبائل اور یہودی و نصرانی طاقتوں کے خلاف طاقت استعمال کرنی پڑی۔ اس لیے مورخین اسلام اور سیرت نگارانِ نبوی کے مطابق ستائیس غزوات اور ساٹھ کے قریب سرایا (مہمیں) پیش آئیں۔ سردست ان کی تاریخ سے بحث ہے نہ ان کی تفصیلات سے اور نہ اس نکتہ سے کہ وہ تمام مہمیں فوجی تھیں، جارحانہ جنگیں تھیں یا مدافعانہ کوششیں۔ ہماری موجودہ بحث ان غزوات ومہماتِ نبوی میں خواتین اسلام کی جہادی شرکت و معاونت تک ہی محدود ہے۔(۱)

روایاتِ سوانح، آثار سیرت اور احادیث نبویؐ بتاتی ہیں کہ اول روز جہاد سے مسلم خواتین اور صحابیات عصر میں روح جہاد موجود تھی۔ وہ اپنے مردوں کی طرح اسلامی خدمت، کلمۂ الٰہی کی بلندی اور دین و معاشرے کی مدافعت کے لیے تلوار اٹھا سکتی تھیں اور اپنے مجاہدوں کی خدمت کر سکتی تھیں۔ اگرچہ میدان جنگ میں جانا ان کے لیے فرض نہ تھا کہ جہاد و قتال اسلامی شریعت میں صرف مردانہ کام ہے۔ اس کے باوجود رسولِ اکرم ﷺ نے متعدد خواتین اسلام کو مختلف غزوات ومہمات میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس اذنِ نبوی سے ایک سنت اسلامی وجود میں آئی کہ ضرورت پڑنے پر اور موقعہ ومحل کے لحاظ سے جہاد میں عورتوں کو شرکت کی اجازت ہے۔(۲)

عام عرب روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خواتین اپنے جنگجوؤں کے ساتھ لشکروں میں مختلف مقاصد سے شریک ہوا کرتی تھیں۔ زخمیوں کی دیکھ بھال، ان کا علاج معالجہ، نقل وحمل میں اعانت، سامان رسد کی فراہمی اور دوسری رفاہی خدمات ان مقاصد میں شامل تھیں۔ خواتین کی میدانِ جنگ اور اس سے پہلے فوج میں موجودگی مجاہدوں، جنگجوؤں اور سورماؤں کا حوصلہ بڑھاتی تھی اور ان کی مردانگی جگاتی تھی۔ غزواتِ احد و حنین میں مخالف لشکروں میں قریشی اور ہوازنی سورما بالترتیب اپنی چیدہ اور تمام خواتین کو میدان جنگ میں اس لیے لائے تھے کہ ان کے قدم وقتِ ابتلاء میں نہ اُکھڑیں اور وہ مشکل حالات میں بھی جمے اور ڈٹے رہیں، جان دے دیں مگر بزدلی سے

* سابق ڈائریکٹر، ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

فرار کا راستہ نہ پکڑیں۔ اسلامی لشکروں میں ان مقاصد سے اعلیٰ اور برتر مقصد ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں ان کا بھی حصہ رہے۔ اسلامی اجتماعیت اور جہادی خدمت کے تقاضوں نے بھی خواتین اسلام کے ایک طبقہ کو غزوات میں حصہ لینے کے لیے آمادہ کیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو مختلف غزوات میں خدمات ادا کرنے کی بخوشی اجازت دی تھی۔ یہی مطالعہ اس مقالہ میں مقصود ہے۔ (۳)

نبوی غزوات میں مجاہداتِ اسلام کی شرکت و خدمت کا مطالعہ مختلف طریقوں اور زاویوں سے کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے دو بہتر معلوم ہوتے ہیں: ایک انفرادی شخصیات کے حوالے سے کہ کس خاتون اسلام نے کس کس غزوہ یا جہاد میں حصہ لیا۔ دوسرے غزوات کے اعتبار سے کہ کس کس غزوہ میں کون کون سی خواتین عصر اور صحابیات رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی تھی۔ دوسرا طریقہ بحث ہی زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شرکت خواتین کی کامل صورت گری کی جاسکتی ہے اور جہاں جہاں ضرورت ہوگی وہاں وہاں مجاہدات اسلام کی انفرادی مساعی اور مجاہدوں کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

ا-غزوۂ بدر۲ھ/۶۲۴ء:

غزوہ بدر میں خواتین کی شرکت کا ذکر بالعموم نہیں ملتا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ان کی شرکت اس غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ایک روایت ایسی ملتی ہے جو اس غزوۂ اکبر کے ایک بہت اہم پہلو کی طرف اشارہ کرتی ہے اور قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کے مطابق ہے: حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث خزرج کے خاندان بنو مالک بن النجار کی ایک عظیم خاتون تھیں۔ اسلام لانے اور بیعت کرنے کے علاوہ قرآن کی جامع بھی تھیں: "و کانت قد جمعت القرآن" غزوہ بدر سے قبل انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ "مجھے غزوہ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ آپ کے زخمیوں کی دوا کریں اور بیماروں کی تیمار داری کریں اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمادے۔" رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو شہادت عطا فرمانے والا ہے اور آپ ﷺ نے ان کا نام ہی "شہیدہ" رکھا تھا:

> " و کان رسول اللہ ﷺ حین غزا بدرا اقالت له: تاذن لی فاخرج معك ، اداوی جرحاکم ، و امرض مرضاکم، لعل اللہ یهدی لی شهادة قال: ان اللہ مهدلك شهادة ، فکان یسمیها الشهیدة......"(۴)

عہد فاروقی میں ان کو ان کے غلام و باندی نے قتل کرکے ان کو شہادت کے درجہ پر فائز کردیا تھا اور بقول حضرت عمر قول نبوی کی اس طرح تصدیق ہوگئی۔ (۵)

بعض بدوی خواتین اور دیہاتی عورتوں کی شرکت برائے رفاہی خدمات کا ذکر دوسری روایات میں بھی آتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک روایت میں دو کنیزوں یا خادماؤں کے لڑائی جھگڑے کا حوالہ جنگ سے پہلے ملتا ہے ایک دوسری کی مقروض تھی، قرض خواہ قرض کی ادائیگی پر اصرار کر رہی تھی۔ مقروض نے کہا کہ تھوڑا صبر اور انتظار کرو۔ لشکرِ قریش و فوج مدینہ آ رہی ہیں۔ میں ان میں کام کر کے اجرت پر کچھ کماؤں گی اور تمہارا قرض اتاروں گی۔" بہر حال اس کا امکان ہے کہ جنگ کے زمانے میں قرب و جوار کی خواتین نے مختلف نوعیت کے کام انجام دیے ہوں اور اس طرح شرکت کی ہو۔ زخمیوں کی دیکھ بھال اور فوجیوں کی خدمت وغیرہ کے کام بدوی خواتین کے انجام دینے سے یکسر انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (۶)

۲-غزوۂ احد ۳ھ/ ۶۲۵ء:

اس غزوہ میں خواتین اسلام کی جانثارانہ شرکت اور دل آویز و دلدوز خدمات کا ذکر متعدد روایات میں ملتا ہے۔ مجاہدات اسلام کی تعداد بھی کافی ہے اور ان کی خدمات کی نوعیت بھی وسیع ہے۔ ان کے ذکر میں انفرادی تذکرے کا طریقہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱-ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ کا ذکر بہت اہم ہے۔ وہ ایک دوسری خاتون کے ساتھ اپنے پائنچے چڑھائے ہوئے اپنی پیٹھ پر مشکیزے لادے لاتی تھیں اور سپاہیوں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب مشکیزے خالی ہو جاتے تھے تو پھر ان کو بھر لاتی تھیں گویا خدمات کا یہ عمل مسلسل و متواتر تھا۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> عن أنسؓ قال : لما كان يوم أحدم انهزم الناس عن النبى ﷺ قال: و لقد رأيت عائشة بن أبى بكر و أم سليم ، و انهما لمشمّرتان ، أرى خدم سوقهن، تنقزان القرب...... على متونهما ثم تفرغانه فى أفواه القوم، ثم ترجعان فتملآنها ثم تجيئان فتفرغانه فى أفواه القوم۔" (۶ ب)

۲-حضرت ام سلیمؓ حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ دوسری خاتون تھیں جو پانی پلانے کی یہ خدمات انجام دیتی رہی تھیں۔

۳-حضرت ام سلیطؓ، حضرت ابو سعید خدری کی والدہ ماجدہ نے بھی مجاہدین احد کو پانی پلانے کی خدمت انجام دی تھی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار بہت عمدہ قسم کی چادریں (مروط) خواتین مدینہ میں تقسیم کیں اور ایک باقی رہ گئی۔ کسی حاضر باش نے کہا کہ وہ چادر اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کو دے دیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ام سلیط کا حق زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ ایسی انصاری خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ سے

بیعت کی تھی اور جو غزوۂ احد میں ہمارے لیے مشکیزے بھر بھر کر لاتی تھیں۔(۷)

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیمؓ کے سلسلے میں امام بخاری نے جو باب کا عنوان قائم کیا ہے وہ بہت معنی خیز ہے۔''مردوں کے ساتھ خواتین کا غزوہ اور ان کا قتال۔'' حضرت امام ؒ نے ان خدمات کو قتال و جہاد کے معنی میں لیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے کہ خواتین رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جنگوں، مقابلوں اور غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مجاہدوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں:

کان النساء یشھدن مع النبی ﷺ المشاھد ویسقین المقاتلة و یداوین الجرحیٰ(۶/۹۶)

۴-حضرت ربیع بنت معوذ انصاریؓ ایک اور مجاہدۂ احد تھیں۔ وہ بھی اس غزوہ میں شریک ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی وہ عام طور سے دوسری خواتین کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور پانی پلانے، زخمیوں کا علاج کرنے، شہیدوں کو منتقل کرنے اور ایسی دوسری خدمات بجالانے کا فریضہ انجام دیتی تھیں:

کنا مع النبی ﷺ نسقی و نداوی الجرحیٰ، و نرد القتلیٰ (الی المدنیة) حدیث: ۲۸۸۲، انہیں کا ایک اور بیان ہے، کنا نغزو مع النبی ﷺ فنسقی القوم، و نخدمھم، و نرد الجرحیٰ و القتلیٰ اِلی المدینة۔"(۸)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ اور بعض دوسرے روایتی علمائے کرام نے حضرت ربیع بنت معوذ کی حدیث میں ایک اور راوی کے حوالے سے یہ اضافہ کیا ہے کہ ہم قتال نہیں کرتے تھے (ولا نقاتل) اور پوری بحث کی ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے سوائے غیر معمولی حالات کے کہ جب دشمن یورش کر بیٹھیں اور عورتوں کی شرکت بھی لازمی ہوجائے۔ اسی بنا پر غزوہ احد میں حضرت ام عمارہؓ کے قتال کو انہوں نے ایسی ہی غیر معمولی صورتحال کا حکم قرار دیا ہے۔ اصولی طور پر یہ موقف صحیح ہے لیکن وہ غزوات و جہاد میں خواتین کی شرکت و قتال کے خلاف بطور دلیل استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ دور میں طریق جنگ اور ہتھیاروں کی دور اندازی کے سبب ان کے لیے قتال کا جواز بھی نکلتا ہے بلکہ بسا اوقات ناگزیریت بھی ثابت ہوتی ہے۔(۹)

☆حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنی نجاری خزرجیؓ کی شرکت غزوۂ احد کا واقعہ بہت اہم ہے لہٰذا کچھ تفاصیل کا متقاضی ہے۔ وہ ان صحابیات میں شامل ہیں جنھوں نے عہد نبوی میں متعدد غزوات میں شرکت کی تھی اور خلافتِ اسلامی کے اولین دور کے جہاد میں بھی حصہ لیا تھا۔ وہ مکی دور میں ہونے والے معاہدہ حرب (جنگ) یعنی بیعت عقبہ ثانیہ ۶۲۲ء میں بھی شریک تھیں اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ غزوہ احد میں

حضرت ام عمارہؓ اپنے شوہر نامدار حضرت غزیہ بن عمرو مازنی نجاری اور اپنے دو فرزندوں۔ حضرات عبداللہ وحبیبؓ۔ کے ساتھ صبح صبح اپنی مشک (شن) کے ساتھ شریک ہوئیں۔ ان کا ارادہ زخمیوں کو پانی پلانے کا تھا۔ اس دن انہوں نے جدال وقتال بھی کیا اور بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اس قتال و جہاد میں وہ شدید زخمی ہوئیں اور ان کے جسم پر گیارہ بار زخم لگے جو نیزوں اور تلواروں کی ضرب سے آئے تھے۔

بعد میں وہ اپنے سامعین اور زائرین سے غزوہ احد میں اپنی شرکت کا واقعہ بیان کیا کرتی تھیں۔ ان کا بیان بہت اہم ہے۔ ''میں دن کے آغاز ہی میں احد کی طرف روانہ ہوگئی، میرے ساتھ میرا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ میں لوگوں کی کارگزاری دیکھتی جارہی تھیں۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس پہونچی، اس وقت آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کو غلبہ و فتح حاصل ہورہی تھی۔ جب (رسول اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے سبب) مسلمانوں کو شکست ہوئی تو میں بھی میدان قتال میں کود پڑی اور باقاعدہ لڑنے لگی اور رسول اکرم ﷺ کا دفاع تلوار سے کرتی رہی اور کمان سے تیر چلاتی رہی۔ یہاں تک کہ زخموں نے مجھے نڈھال کردیا۔ مجاہدین اسلام رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پسپا ہوگئے تھے۔ اسی دوران دشمن اسلام ابن قمیہ (عبداللہ بن قمیہ) چیختا ہوا حملہ آور ہوا کہ مجھے محمد ﷺ کا پتہ بتاؤ وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے کچھ مجاہدین کے ساتھ اس کا راستہ کاٹا۔ ان مجاہدیں میں میں بھی تھی۔ اس نے مجھ پر یہ وار کیا (جس نے ان کے شانے پر بہت گہرا زخم لگا دیا) میں نے بھی اس پر متعدد ضربیں تلوار سے لگائیں لیکن دشمن خدا نے دو دو زرہیں پہن رکھی تھیں (لہٰذا میری ضربوں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہونچایا):

> فلام انهزم المسلمون انحزت الى رسول اللهﷺ فجعلت أباشر القتال، و اذب عن رسول اللهﷺ بالسيف وأرمي بالقوس حتى خلصت إلى الجراح...... اقبل ابن قميئة و قدولى الناس عن رسول اللهﷺ بصيح، دلوني على محمد فلا نجوت، ان نجا۔ فاعترض له مصعب بن عمير و ناس معه، فكنت فيهم فضربني هذه الضربة، و لقد ضربته على ذلك ضربات، و لكن عدو الله كان عليه درعان (۱۰)

ایک اور عینی شاہدہ - جدہ (وادی) حضرت حمزہ بن سعید المازنیؒ - کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے خود سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: نسیبہ بن کعب کا مقام فلاں فلاں کے مقام سے خیر و افضل ہے۔ آپ ﷺ نے خود مشاہدہ فرمایا تھا کہ اس دن انہوں نے شدید جنگ کی تھی اور انہوں نے اپنی کمر میں اپنے کپڑے کو باندھ لیا تھا۔ دورانِ قتال ان کو تیرہ زخم لگے۔ عینی شاہدہ اور شریک غزوہ فرمایا کرتی تھی کہ میں نے خود ابن قمیہ کو دیکھا کہ وہ ان

کے شانے پر تلوار سے ضربیں لگا رہا تھا اور وہی ان کا سب سے بڑا زخم تھا جس کی سال بھر تک دوا دارو اور علاج معالجہ ہوتا رہا۔ بہر حال غزوہ میں جب حالت ذرا سنبھلی اور مسلمانوں نے اپنے شکستہ قدم جمائے تو رسول اکرم ﷺ کے منادی نے حمراء الاسد جانے کی پکار لگائی۔ حضرت نسیبہ / ام عمارہ نے اس حالت میں بھی اپنی کمر کس لی اور کپڑے باندھ لیے مگر خون بہنے کے سبب وہ حمراء الاسد نہیں جاسکیں۔ ہم رات بھر جراح سے ان کا علاج کراتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور جب رسول اکرم ﷺ حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو گھر بھی نہیں پہنچے تھے کہ حضرت عبداللہ بن کعب مازنی کو ان کی خیر خبر لینے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ مازنی نے رسول اکرم ﷺ کو ان کی سلامتی کی خبر پہونچائی تو رسول اکرم ﷺ فرطِ مسرت سے جھوم جھوم گئے۔ (۱۱)

ابن سعد اور دوسرے اہل سیر و تاریخ نے حضرت ام عمارہؓ کے قتال و جہاد کے کئی واقعات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ سب کا تذکرۂ خیر تو اسی کو ایک کامل مقالہ بنا دے گا۔ ان واقعات کا اختصار ان کی مجاہدانہ سرفروشیوں کو ظاہر کرنے کے لیے یہاں کافی ہوگا۔

مسلمانوں کی پسپائی کے وقت زیادہ سے زیادہ دس افراد رسول اکرم ﷺ کے اردگرد رہ گئے تھے جن میں حضرت ام عمارہؓ کے ساتھ ان کے شوہر اور دونوں فرزند بھی تھے۔ حضرت ام عمارہ کے پاس ڈھال نہ تھی لہٰذا ایک فراری سے اس کی ڈھال لے لی اور رسول اکرم ﷺ کا بچاؤ اس سے کرنے لگیں۔

۲-حضرت ام عمارؓ اور دوسرے مدافعین کی مشکل یہ تھی کہ ان پر دشمن شہسواروں نے حملہ کیا تھا۔ ایک شہسوار کے تلوار کے حملہ کو انہوں نے اپنی ڈھال سے روک لیا اور جب وہ بھاگا تو انہوں نے اس کی گھوڑنس کاٹ دی اور وہ اپنی پیٹھ کے بل گرا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے فرزند کو آواز دے کر اپنی ماں کی مدد کرنے کے لیے متوجہ کیا اور انہوں نے اس سوار کا تیا پانچہ کردیا۔

۳-حضرت ام عمارہؓ نے شدید زخمی حالت میں بھی اپنے فرزند پر حملہ کرکے زخمی کرنے والے کو جالیا اور اس کی پنڈلی پر ایسا وار کیا کہ وہ گر پڑا۔ رسول اکرم ﷺ کے فرط مسرت سے وندان مبارک کھل گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے مسوڑھے مبارک دکھائی دینے لگے۔ ماں بیٹے نے مل کر اس کا کام تمام کیا اور اس کے ہتھیار بطور سلب (غنیمت) پائے۔

۴-ان کے فرزند حضرت عبداللہ کی ایک روایت بھی ان کی جہادی سرگرمی، قتال اور زخمی ہونے اور رسول اکرم ﷺ کی تحسین کے بارے میں ہے۔

۵-خلافتِ صدیقی میں جنگ یمامہ ۱۲ھ/۶۳۳ء کے دوران ان کا ایک ہاتھ لڑتے لڑتے کٹ کر گر گیا تھا۔

ان روایاتِ حقیقت اور آثار عظمت سے ان کے مجاہدہ و مقاتلہ ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ ایسی شہادت جو ان کو بیشتر مجاہدینِ احد پر فضیلت بخشتی ہے۔ (۱۲)۔

غزوۂ احد میں دوسری خواتین اسلام کی شرکت اور خدمت کا قرینہ اور حوالہ بعض روایات سے ملتا ہے۔ حضرت ام عمارہؓ کے ذکر خیر میں حضرت ضمرہ بن سعید المازنیؒ کی ایک جدہ (دادی/ نانی) کے بارے میں ایک روایت آئی ہے کہ وہ بھی شریک غزوہ تھیں اور پانی پلانے کی خدمت انجام دیتی رہی تھیں:

و كانت قد شهدت أحد تسقى الماء۔ (۱۳)

رسول اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کی خبر وحشت اثر نے بتول زہرا حضرت فاطمہؓ کو بھی میدان کارزار میں پہونچا دیا تھا اور ان ہی نے زخمی رسول مکرم ﷺ کی مرہم پٹی کی تھی۔ ان کے علاوہ شکست اور شہادت کی خبروں نے متعدد دوسری خواتین مدینہ کو میدان جنگ میں جانے اور وہاں خدمات انجام دینے پر مجبور کیا تھا۔

بعض روایات میں دیگر مجاہدات کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سات غزوات میں شرکت کی اور بعض نے سولہ غزوات میں شرکت کی مگر ان کی تفصیلات بالعموم نہیں ملتیں۔ اس کا قطعی امکان ہے کہ ان غزوات میں غزوۂ احد بھی شامل رہا ہو۔ بہر حال ان عمومی بیانات کا ذکر بعد میں آئے گا اور وہاں ان پر بحث کی جائے گی۔ غزوۂ احد کے حوالے سے بہر حال ان تمام خواتین اسلام کی خدمات کا ذکر ہونا چاہیے جو میدان جنگ پہنچیں اور وہاں انہوں نے مختلف نوعیت کی خدمات انجام دیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم خدمت زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہیدوں کی منتقلی تھی (۱۴)

۳-غزوۂ مریسیع ۵ھ/ ۶۲۷ء:

اس کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہا جاتا ہے۔ بنو المصطلق قبیلہ تھا جس کے خلاف اقدام ہوا تھا اور مریسیع میدان جنگ کا نام ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ایک سنت یہ بھی تھی کہ آپ اپنے اسفارہ غزوات میں قرعہ اندازی فرماتے تھے اور جس کا قرعہ نکلتا ازواج مطہرات میں ان کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اس غزوہ میں دو امہات المومنین، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہؓ کو ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا تھا، غزوہ کے خاتمہ اور مدینہ کے واپسی کے سفر کے دوران حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت و افتراء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت صدیقہؓ کی براءت، معصومیت، عظمت اور جلالتِ شان کے باب میں سورۂ نور کی دس آیات کریمہ بالآخر نازل ہوئیں اور اسی کے ساتھ تہمت طرازی اور بہتان تراشی (قذف) کے احکام نازل ہوئے۔ اسلامی قانون اور شرعی ضابطہ ٹھہرا کہ بھولی بھالی مومنات پر کوئی الزام لگائے تو اسے اسی کوڑے مارے جائیں اور اس کی گواہی و شہادت قبول نہ کی جائے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

اسی سفر میں حضرت صدیقہؓ کی وجہ سے تیمّم کے احکام ملے اور بقول ایک صحابی جلیل خاندان صدیقی کی برکات میں وہ پہلی برکت نہ تھی۔(۱۵)

غزوہ مریسیع میں اگرچہ حضرت ام سلمہؓ بھی شریک سفر تھیں تاہم ان کا ذکرِ خیر یا ان کی کارگزاری کا تذکرہ بالکل نہیں آتا۔اسی طرح دوسری مسلم خواتین اور مجاہدات کا ذکرِ خیر بالکل نہیں کیا جاتا۔اس کا قوی امکان اور قوی تر قرینہ ہے کہ اس میں بعض دیگر خواتین اسلام ضرور شریک رہی تھیں کیونکہ بخاری اور دوسری کتب حدیث و تاریخ کی جو روایات و احادیث غزوۂ احد کے بارے میں گزری ہیں ان میں مجاہدات کے شریک ہونے کا عمومی تذکرہ ملتا ہے۔ بہر حال تلاش و تحقیق سے ان مجاہدات کی شرکت کی روایتی شہادت تلاش کی جاسکتی ہے۔

عرب روایت دوسری طرف ثابت کرتی ہے کہ بنو مصطلق کے جمع کثیر اور لشکر جرار میں ایک بڑی تعداد عورتوں کی موجود تھی۔ ان میں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی دختر ارجمند حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقی خزاعی سرفہرست تھیں جو قید و گرفتار ہوئیں، زرِ فدیہ دے کر آزاد ہوئیں اور بالآخر رسول اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین بنیں ان کی شادی اور خیر و برکت سے مجاہدین اسلام نے اپنی تمام کنیزیں اور باندیاں اور غلام آزاد کردیے اور بقول حضرت عائشہؓ، حضرت جویریہؓ سے زیادہ اور کوئی شخصیت اپنی قوم کے لیے بابرکت اور خیر و عافیت کا باعث نہیں ہوئی۔روایات کے مطابق ایک سو گھرانے آزادی کی نعمت سے مالا مال ہوئے اور صرف ان کی وجہ سے جیسا کہ روایات کے دروبست سے معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ بنوالمصطلق کی بیشتر آبادی، جو مرد و زن اور بچوں پر مشتمل تھی، میدان جنگ مریسیع میں موجود تھی۔ اس کی ایک توجیہہ تو یہ کی گئی ہے کہ یا کی جاسکتی ہے کہ بنوالمصطلق کے لوگ اپنے جانوروں کو چشموں پر پانی پلا رہے تھے جب ان پر اسلامی حملہ ہوا اور دوسری توجیہہ یہ ہے کہ وہ بھی قریشی روایت غزوۂ احد کے مطابق اپنی عورتوں کو میدان میں ساتھ لائے تھے تاکہ وہ ان کے سورماؤں کی ہمت افزائی کریں جس طرح بعد میں غزوۂ حنین میں ہوازن کے قائدینِ جنگ کے حکمت جنگی اختیار کی تھی۔ گویا کہ وہ عرب روایاتِ جنگ کی پیروی میں موجود تھیں۔

۴-غزوۂ خندق ۵ھ/ ۶۲۷ء:

اسی سال کے اواخر میں قریشی اتحاد مدینہ منورہ پر دس ہزار کا لشکر جرار چڑھالایا تاکہ مسلمانوں کو یکسر نیست و نابود کردے۔ رسول اکرم ﷺ نے شہر کے شمالی حصہ میں ایک خندق عظیم کھود کر ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔مگر لشکر احزاب ایک ماہ تک محاصرہ کیے پڑا رہا۔ یہ شدید ترین زمانہ تھا جب مسلمانوں اور مدنی ریاست اسلامی کی جان پر بن گئی تھی۔قرآن مجید کی سورہ احزاب آیات: ۹-۲۷ میں اس آزمائش و ابتلاء کا انتہائی زبردست نقشہ اللہ

تعالیٰ نے اپنی زبان اعلیٰ سے کھینچا ہے۔ وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان مجاہدوں کے ساتھ اس غزوہ میں مسلم خواتین نے اپنا کردار اداء کیا اور ابتلاء و آزمائش کی گھڑیوں میں صبر و ثبات اور اعانت و حوصلہ افزائی، خدمت و الفت، جوش ایمانی اور جذبۂ اسلامی اور اجتماعیت دینی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ متعدد خواتین اسلام اس غزوہ کے دوران اسلامی لشکر کے ساتھ تھیں اور مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سرفروشوں کی خدمت کرتی تھیں۔ (۱۶)

ان میں ازواج مطہرات سرِ فہرست تھیں۔ تین ازواج طاہرات۔ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحشؓ، باری باری سے محاذ پر اپنے مجاہد عظم شوہر کے ساتھ موجود رہتی تھیں اور جنگی اور اسلامی خدمات انجام دیتی تھیں۔ ان کے متعدد واقعات روایاتِ تاریخ و حدیث میں مذکور ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے سخت موقعہ پر جب جگر و دل منہ کو آتے ہوں ان خواتین کا محاذ پر تیروں اور نیزوں کی بارش اور تناؤ کے ماحول میں موجود رہنا ہی ان کی دینی حمیت، فوجی صلابت اور اسلامی محبت کا ثبوت ہے۔ بقیہ ازواج مطہرات دوسری خواتین اسلام کے ایک بڑے طبقہ کے ساتھ بعض انصاری گڑھوں اور قلعں میں موجود محفوظ تھیں۔ (۱۷)

قلعوں کی مجاہدات اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمر پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمی بھی موجود تھیں۔ صرف ان کا کارنامہ ہی اسلامی صلابت اور جنگ میں مجاہدہ و جہاد ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اتفاق سے ایک دشمن اسلام اسی قلعۂ خواتین کے اردگرد منڈلاتا ہوا پایا گیا۔ حضرت صفیہؓ نے قلعہ سے اتر کر اس کا کام تمام کیا اور سب "محصورین اور محصورات" کی حفاظت و سلامتی کا سامان کیا۔ یہ قتال خالص تھا۔ (۱۸)

بعض انصاری خواتین جیسے حضرت ام سلیم وغیرہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدین کے کھانے پینے کا انتظام کیا تھا جو محاصرہ کے دوران سب سے بڑی خدمت تھی۔ شدت محاصرہ سے مسلمانوں پر اتنا سخت وقت آیا کہ کئی کئی دنوں تک دانہ اڑ کر منہ میں نہیں گیا اور بسا اوقات ان کو پتیاں کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ بھوک کے مارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر دو دو پتھر بندھے تھے اور دوسرے مجاہدین اس سنت نبوی کی پیروی میں غلطاں تھے۔ ایسے میں کھانا فراہم کرنا غالباً سب سے بڑی فوجی خدمت بھی تھی۔ (۱۹)

۵۔ غزوہ بنی قریظہ ۵ھ/ ۶۲۷ء:

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کے معاً بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی سے بنو قریظہ کے یہودی قبیلہ کے خلاف اقدام اٹھایا کیونکہ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی اور قریش اور ان کے اتحادیوں کی جنگی مدد کی تھی۔ فرمان الٰہی سے ان کا استیصال کیا گیا۔ چونکہ اسلامی لشکر کے پہونچنے پر دشمن قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا تھا اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کافی لمبا محاصرہ کرنا پڑا۔ اس دوران مسلمان مجاہدین کے ساتھ بعض مجاہدات کی کارگزاری اور

جہادی سرگرمی کا پتہ چلتا ہے اگر چہ بالعموم مجاہدات کا حوالہ اس غزوہ میں نہیں آتا۔(۲۰)

حضرت زبیر بن عوامؓ کے ایک دشمن اسلام سے مبارزہ کے دوران اان کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہؓ کی حوصلہ افزائی اور فرزند عزیز کی کامیابی پر تحسین کا ذکر ملتا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس غزوہ کے دوران موجود تھیں۔(واقدی،۵۰۴)۔امکان ہے کہ اس غزوہ میں بعض دیگر خواتین اسلام بھی موجود و کارفرما تھیں۔

۶-غزوۂ صلح حدیبیہ ۶ھ/ ۶۲۸ء:

اگر چہ حدیبیہ کا غزوۂ نبوی فوجی مقاصد نہیں رکھتا تھا اور صرف عمرہ و زیارت کے مذہبی مقصد سے ترتیب دیا گیا تھا تاہم اس میں فوجی مضمرات بھی تھے۔ابھی ایک سال پہلے تک قریش مکہ اسلامی ریاست کے خلاف فوج کشی کرتے رہے تھے اور جنگ کی صورت ہنوز قائم تھی مگر رسول اکرم ﷺ عمرہ کی مذہبی روایت عرب سے فائدہ اٹھا کر مکہ مکرمہ تشریف لے جانا چاہتے تھے اور اس کا فوری محرک ایک رویاء صادقہ ہوا تھا۔اعلانِ عمرہ کے ساتھ ہی بہت سے صحابہ کرام اور صحابیات طاہرات بھی شریک غزوہ ہو گئے۔ان کو جنگ و جدال کا خدشہ تو بہر حال تھا ہی۔اس لیے وہ صرف سفری اور خود حفاظتی ہتھیار-تلوار- ساتھ لے گئے تھے اور جنگ و جدل کا خطرہ دور کرنے کی خاطر دوسرے ہتھیار نہیں لے گئے تھے۔(۲۱)

حسب دستور نبوی اس مذہبی و مقدس سفر میں ازواج مطہرات میں سے بعض چیدہ شخصیات شریک سعادت رہی تھیں۔ان میں حضرت ام سلمہؓ کا کردار بہت اہم ثابت ہوا۔صلح حدیبیہ کے انعقاد کے بعد صحابہ کرام پر بڑی پژمردگی طاری تھی کیونکہ ان کے خیال میں دب کر معاہدہ صلح کیا گیا تھا اور سب سے اہم تکلیف یہ تھی کہ ان کو خانہ کعبہ تک جانے نہیں دیا گیا تھا۔اس نفسیاتی کرب کے دوران عمرہ کے ارکان و رسوم ادا کرنے کی ہدایت نبوی بھی ان کو نہ سنائی دی۔رسول اکرم ﷺ نے حضرت ام المومنینؓ کے مشورے پر خود ہی ارکان ادا کرنے شروع کر دیے اور جیسے تمام صحابہ کرام جاگ پڑے اور ان سب نے قربانی کر کے احرام اتار دیے۔حضرت ام سلمہؓ نے سوتے ہوؤں کو جگا دیا تھا۔(۲۲)

اس سفرِ مقدس میں متعدد دوسری خواتین اسلام نے بھی شرکت کی تھی اور مرد مجاہدوں کی مانند اپنے حصہ کے فرائض ادا کیے تھے لیکن ان کے بارے میں تفصیلات نہیں ملتیں لیکن غزوۂ خیبر میں شریک مجاہدات سے اس حقیقت کا اثبات ہوتا ہے۔

۷-غزوۂ خیبر ۷ھ/ ۶۲۹ء:

مدینہ منورہ کے شمال میں واقع یہودی شہر خیبر کے خلاف رسول اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے سفرِ عمرہ سے واپسی کے

فوراً بعد اقدام کیا کیونکہ وہ غطفان وغیرہ عرب قبائل سے مل کر اسلامی ریاست مدینہ پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔اس غزوہ میں مجاہدین کے انتخاب کی ایک خاص حکمتِ نبوی یہ تھی کہ صلح/غزوۂ حدیبیہ کے شرکاء کو ہی اس میں شرکت و جہاد کی اجازت دی گئی تھی۔اس عظیم غزوہ و صلح میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ متعدد خواتین اسلام تشریف لے گئی تھیں جن میں چار اولین تھی: حضرت ام المومنین ام سلمہ، حضرت ام عمارہ، حضرت ام منیع اور حضرت ام عامر اشہلیؓ۔غزوۂ خیبر کی تیاری شروع ہوئی تو خواتین کے متعدد وفد حاضرِ خدمت ہوئے اور انہوں نے ساتھ جانے کی درخواست کی۔رسول اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں جانا چاہ رہی ہیں۔انہوں نے عرض کیا کہ وہ پانی پلانے، کھانا کھلانے، زخمیوں کی تیمارداری کرنے اور دوسری ایسی ہی خدمات انجام دینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے انہیں بخوشی اور برضا ورغبت شرکت کی اجازت دے دی۔(۲۳)

۱-حضرت امیہ بنت قیس غفاریؓ نے ہجرت کے بعد اسلام لانے کے بعد بیعت کی اور خیبر کے غزوہ میں پہلی بار شرکت کی۔ان کا بیان ہے کہ میں بنوغفار کی کچھ عورتوں کے ساتھ حاضر ہوئی اور ہم سب نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تاکہ زخمیوں کی دوا دارو کریں اور اپنی بساط بھر مسلمانوں کی مدد کریں۔رسول اکرم ﷺ نے اجازت عطا فرمادی اور ہم سب اس غزوہ میں نکلے۔میں ایک کم سن لڑکی تھی لہٰذا آپ ﷺ نے مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔جب ہم ایک مقام پر پہنچے تو مجھے اونٹ کی کاٹھی کے اپنے حصہ پر خون کا اثر نظر آیا۔وہ میری پہلی ماہانہ اذیت تھی لہٰذا میں شرم کے مارے کاٹھی سے چمٹ گئی اور اترنے سے گریز کیا۔رسول اکرم ﷺ سمجھ گئے اور پاکی کا طریقہ سمجھایا۔جب خیبر فتح ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے ہم کو مالِ غنیمت سے حصہ تو نہیں دیا البتہ عطا سے نوازا۔وہ ایک ہار تھا جسے رسول اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے میری گردن میں پہنایا تھا۔اللہ کی قسم! وہ مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔روایات میں ہے کہ وہ ان کی وفات کے وقت بھی ان کے گلے میں موجود تھا اور انہوں نے وصیت کردی تھی کہ وہ ہار ان کے ساتھ ہی دفن کردیا جائے کیونکہ وہ ان کے چہیتے رسول ﷺ کا پہنایا ہوا تھا۔وہ اسے جسم و جان سے کیسے دور کرسکتی تھیں۔وہ پاکی کے اس خاص طریقے پر بھی عمل کرتی رہیں، حتیٰ کہ ان کے آخری غسل میں بھی نمک ڈالا گیا۔(۲۴)

۲-حضرت ام سنانؓ بنو اسلم کے قبیلہ سے تھیں جو بنوغفار کا پڑوسی، حلیف اور دوست تھا۔غزوۂ خیبر کے موقع پر انہوں نے بھی یہی درخواست کی تھی اور رسول اکرم ﷺ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ تمہارے قبیلہ کی تمہاری سہیلیوں نے بھی مجھ سے یہی التجا کی ہے اور میں نے ان کو اجازت دے دی ہے جیسے بعض دوسری عورتوں کو اجازت دی ہے۔اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور چاہو تو اپنی قومی خواتین کے ساتھ رہو۔ان کا بیان ہے کہ میں

نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میری زوجہ ام سلمہؓ کے ساتھ ہو جاؤ اور میں انہیں کے ساتھ نتھی ہوگئی۔ حضرت ام سنان اسلمیؓ بھی بیعت کرنے والی خواتین میں تھیں۔ (۲۵)

۳-حضرت ام مطاع اسلمیؓ بھی بیعت کرنے والی خواتین میں سے تھیں اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی تھیں۔ (۲۶)

۴-حضرت کعیبہ بنت سعدؓ بھی اسلم سے تھیں اور ان کے والد ماجد کا نام سعد تھا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک تھیں۔ وہ با قاعدہ طبیب و جراح تھیں۔ ان کے مختصر ذکر خیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غزوۂ خندق میں بھی شریک تھیں۔ ان کی جراحی کا ذکر الگ فصل میں آتا ہے۔ (۲۷)

۵-حضرت ام العلاءؓ انصاری تھیں۔ وہ بیعت کرنے والی خواتین کے علاوہ حضرت عثمان بن مظعون جمحیؓ کی میزبانہ بھی تھیں کہ ان ہی کے گھر میں صحابی موصوف نے نہ صرف زندگی بسر کی تھی بلکہ جان جاں آفریں کے سپرد کی تھی۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خیبر کے غزوہ میں شرکت کرنے والی انصاری خواتین میں سے ایک تھیں۔ (۲۸)

۶-حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب انصاریؓ ان عظیم مجاہدات میں سے تھیں جنھوں نے متعدد غزواتِ نبوی میں شرکت کی تھی۔ ان میں اولین غزوہ احد تھا اور پھر حدیبیہ اور خیبر میں شریک رہی تھیں اور بعد کے دوسرے غزوات میں بھی۔ غزوۂ احد میں ان کے جہاد و قتال پر کافی بحث آچکی ہے۔ (۲۹)

۷-حضرت ام سلمہ بن ابی امیہ مخزومی ام المومنینؓ اس غزوہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ گئی تھیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ (۳۰)

ایک روایت کے مطابق غزوۂ خیبر میں بیس خواتین اسلام شریک تھیں۔ مذکورہ بالا مجاہدات کے علاوہ دوسری مجاہدات تھیں:

۸-حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمیؓ جو رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی اور حضرت زبیر بن عوام اسدیؓ کی ماں تھیں۔

۹-حضرت ام ایمن جو رسول اکرم ﷺ کی انا اور کھلائی تھیں اور آپ ﷺ کی ماں کا درجہ رکھتی تھیں۔

۱۰-حضرت سلمیٰؓ، زوجہ حضرت ابو رافعؓ مولائے رسول ﷺ، جو خاندانِ نبوت سے حضرت خدیجہؓ کے زمانے سے وابستہ تھیں۔

۱۱-حضرت عاصم بن عدی انصاریؓ کی زوجہ محترمہ جن کا نام نہیں لیا گیا اور جنھوں نے اپنی دختر حضرت سہیلہ بنت عاصم کو خیبر ہی میں جنم دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ماں کے علاوہ نومولود بچی حضرت سہیلہ کو بھی عطا سے نوازا تھا۔

ان کے علاوہ حضرت ام منیع جو ام شباث کہلاتی تھیں۔ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریؓ جو حضرت انس بن مالکؓ

کی والدہ تھیں اور متعدد غزوات میں شریک رہی تھیں۔ حضرت ام الضحاک بنت مسعود حارثیؓ، حضرت ہند بنت عمرو بن حزام انصاریؓ، حضرت ام عامر اشہلیؓ، حضرت ام سلیطؓ بھی شامل ہیں۔ حضرات ام عطیہ انصاریؓ جن کو رسول اکرم ﷺ نے دوسری مجاہدات کی مانند سرخ موتیوں کی مالا دی تھی جو انہوں نے وہیں پہن لی تھی۔ واقدی، ۶۸۵، کی فہرست میں نام صرف سولہ خواتین کے ہیں۔ بعد کی روایات میں انہوں نے جن خواتین و مجاہدات کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت امیہ بنت قیس غفاریؓ جن کا ذکر ابن سعد کے حوالے سے اوپر ہو چکا اور ان کا وہی واقعہ واقدی نے بھی لکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن انیسؓ کا بیان ہے کہ میں اپنی حاملہ بیوی کے ساتھ خیبر کے لیے نکلا تھا۔ راستے میں ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔ ان کے نفاس کے لیے خاص طہارت کا حکم رسول اکرم ﷺ نے دیا اور ان کو عطایا سے نوازا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نومولود لڑکا تھا یا لڑکی۔ رسول اکرم ﷺ نے ماں باپ کے علاوہ نومولود بچے کو بھی مغانم خیبر سے انعام عطا فرمایا تھا۔ (۳۱)

یہود خیبر کی بعض خواتین بھی جنگی قیدی بنی تھیں اور بطور باندی اور غلام مجاہدین کے حصہ میں آئیں۔ ان میں سے حضرت صفیہ بنت حیؓ پہلے حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں پھر رسول اکرم ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی اور ام المومنین کا درجہ عطاء کر دیا (۳۲)

غزوۂ خیبر کے باب میں مجاہدات کی تعداد مختلف روایات میں مختلف آتی ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ہر صاحب قلم نے اپنے علم و اطلاع کے مطابق ان کی تعداد لکھی ہے۔ واقدی وغیرہ نے تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے تعداد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ حقیقت میں اتنی ہی تعدادِ مجاہدات نہ تھی، وہ اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔ اگر مغانم کے وقت ان کی گنتی کر کے تقریباً حتمی بات طے کر لی گئی تھی مگر وہ صرف اس "صاحب خبر" کی اطلاع پر مبنی کہی جا سکتی ہے اور ہے بھی۔ تلاش و تفحص سے مجاہدات خیبر میں تعداد کا اضافہ ممکن ہے اور دوسرے غزوات و مہمات کے بارے میں بھی یہی بات کہی جا سکتی ہے۔

۸-غزواتِ فتح مکہ و حنین ۸ھ/۶۳۰ء:

سنہ ۸ھ/۶۳۰ء میں تین غزوات یکے بعد دیگرے پیش آئے اور وہ تھے: فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوۂ طائف، ان تینوں میں ایک ماہ کا فرق ضرور معلوم ہوتا ہے لیکن وہ غزوات مسلسل ہیں کہ ایک ہی سلسلہ جہاد کے لیے تین کڑیاں بن گئے تھے۔ مدینہ منورہ کے مجاہدین و مجاہدات کو ان میں شرکت کے لیے ایک ہی سفر کرنا پڑا تھا۔ مجاہدات کے بارے میں بالعموم یہ ذکر ملتا ہے کہ وہ بعض میں شریک تھیں۔ وہ غزوۂ حنین ہے۔ ان کی فتح مکہ کے غزوہ

میں شرکت کی صراحت نہیں ملتی حالانکہ یہ طے ہے کہ جو مجاہدات غزوۂ حنین میں موجود کارگزار تھیں وہ فتح مکہ میں بھی ضرور تھیں کہ اسلامی لشکر اصلاً اسی کے لیے عازم سفر ہوا تھا۔ خواہ وہ غزوۂ طائف میں شریک نہ رہی ہوں لیکن یہ صرف ایک مفروضہ ہے(۳۳)

فتح مکہ کے غزوہ میں حضرت ام سلمہؓ ازواج مطہرات میں سے ایک شریک رہی تھیں حالانکہ ان کی شرکت کا ذکر صراحت کے ساتھ نہیں ملتا۔ مگر بعض واقعاتِ فتح اور احوالِ مابعد میں ان کی کارگزاری سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوی ہم رکابی کا شرف سابقہ غزوات کی مانند رکھتی تھیں۔ ان کی سفارش پر رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوسفیان بن حارث ہاشمی اور حضرت عبداللہ بن ابی امیہ مخزومیؓ کی سزا معاف کر کے ان کے حلقۂ اسلام میں داخلہ کو قبول فرمایا تھا۔ جبکہ ایک مخزومی معزز عورت کی چوری کی سزا کے بارے میں ان کی غلط سفارش صاف مسترد فرمادی تھی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ غزوات حنین و طائف میں بھی شریک تھیں۔ غزوۂ طائف اور قیام جعرانہ کے دوران ان کی موجودگی ثابت ہے۔(۳۴)

حضرت میمونہؓ دوسری ام المومنین ہیں جن کی ان چاروں غزوات میں موجودگی ثابت ہوتی ہے اور ان کے احوال مابعد کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت زینبؓ تیسری ام المومنین تھیں جو ان تمام غزوات میں موجود رہی ہیں کہ روایات کے مطابق رسول اکرم ﷺ ان کے خیمہ کے پاس نمازیں ادا کرتے رہے تھے۔ بعض اور ازواج مطہرات کے ان غزوات میں شریک و موجود ہونے کے امکان کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا مگر حتمی بیان کوئی نہیں ملتا(۳۵)

دیگر صحابیات میں رسول اکرم ﷺ کی مولاۃ اور حضرت خدیجہؓ کی ایک دائی (قابلہ) حضرت سلمٰی دونوں غزوات میں موجود تھیں جیساہ غزوۂ خیبر کے حوالے سے آتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسری مجاہداتِ مدینہ میں حضرت ام عمارہ انصاریؓ اور حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریؓ کے غزواتِ حنین میں شرکت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت ام سلیمؓ کے بارے میں تو محدثین نے ایک دلچسپ و جانفزا واقعہ لکھا ہے۔ میدان حنین میں اسلامی لشکر کے ساتھ حضرت ام سلیمؓ بھی ایک خنجر لے کر پہنچ گئیں۔ ان کے شوہر حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے خنجر کے بارے میں پوچھا تو بڑی جرأت کے ساتھ عرض کیا: ''اگر کوئی کافر و مشرک قریب آیا تو اس کا پیٹ اس خنجر سے پھاڑ دوں گی۔'' رسول اکرم ﷺ یہ جواب باصواب سن کر فرطِ مسرت سے مسکرا دیے اور حضرت ام سلیمؓ کو تائید نبوی کی سعادت مل گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں مجاہدات فتح مکہ اور غزوۂ اوطاس اور غزوۂ طائف کے علاوہ جعرانہ میں بھی موجود و شریک سعادت تھیں۔ واقعات حنین کے حوالے سے تین مزید انصاری خواتین - ام سلیط، ام الحارث وغیرہ کا ذکر بعد میں آتا ہے۔(۳۶)

۹-غزوۂ تبوک ۹ھ/۶۳۱ء:

رسول اکرم ﷺ کا آخری غزوہ اور اسلامی ریاست کا سب سے بڑا فوجی واقعہ تھا۔ اس میں تیس ہزار مجاہدین اور دس ہزار شہسواری کے گھوڑے شامل تھے یعنی بیس ہزار پیادہ اور دس ہزار شہسوار مجاہدین شریک تھے۔ عام روایات میں اور انفرادی سنوانح میں صحابیات اور مجاہدات کے اس غزوہ میں شریک ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ واقدی کی روایت سے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم غزوہ میں حضرت ام سلمہؓ کو رسول اکرم ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ یہ صحیح روایت ہے کیونکہ سنت نبوی کے مطابق رسول اکرم ﷺ اپنی کسی نہ کسی زوجہ مطہرہ کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اسی سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بعض دوسری خواتین بھی ضرور ہی شریک غزوہ رہی تھیں کہ حضرت ام المومنین کی رفاقت و خدمت کرسکیں۔ (۳۷)

شرکتِ غزوات کا عمومی ذکر:

بعض صحابیات کے بارے میں عام ذکر آتا ہے کہ انہوں نے اتنے غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان میں غزوات کی تصریح کہیں مل جاتی ہے اور کہیں نہیں ملتی۔ ایسی کم از کم دو مجاہداتِ اسلام ضرور ہیں جن کے غزوات کی تعداد روایات و سیرت و حدیث میں ملتی ہے:

۱-حضرت ام عطیہ انصاریؓ: ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا۔ میں ان کے لیے کھانا پکاتی تھی۔ ان کے خیموں، ڈیروں میں رہتی اور ان کی دیکھ بھال کرتی تھی، زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی تیمارداری بھی کرتی تھی۔

غزوت مع رسول اللہ ﷺ سبع عزوات، فکنت اصنع لھم طعامھم و اخلفھم فی رحالھم، واداوی الجر حیٰ و اقوم علی المرضیٰ۔ (۳۸)

۲-حضرت ام عمارہؓ نے متعدد غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ابن سعد نے ایک روایت میں پانچ غزوات: احد، حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضاء، حنین کا ذکر کیا ہے اور چھٹے جنگِ یمامہ میں شرکت کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان کے ایک بیان پر ہی مبنی ہے۔

واقدی کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا پانچ غزوات نبوی کے علاوہ فتح مکہ، غزوۂ اوطاس اور غزوۂ طائف اور جعرانہ میں بھی موجود تھیں۔ اس طرح ان کے کم از کم آٹھ غزوات بن جاتے ہیں۔

دوسرے غزوات میں ان کی شرکت کی روایات زیادہ تر فوجی کاروائیوں کو بیان کرتی ہیں۔ مگر غزوۂ حنین میں ان کی ثابت قدمی کا واقعہ عظیم ترین فوجی کارروائی کو اجاگر کرتا ہے۔ مسلمانوں نے جب اولین مرحلہ میں پیٹھ

دکھائی تھی تو حضرت ام عمارہؓ کے بیان کے مطابق وہ پانچ مجاہدات میں تھیں جو ثابت قدم رہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں اور چار خواتین جمی رہیں، میرے ہاتھ میں تلوار آبدار تھی۔

حضرت ام سلیم کے پاس خنجر تھا اور انہوں نے اپنی کمر خوب کس لی تھی کیوکہ وہ اس وقت حاملہ تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری رحمِ مادر میں تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ام سلیطؓ اور حضرت ام الحارثؓ بھی تھیں۔ انہوں نے انصار کو للکارا تھا: ''یہ کون سی ادا ہے؟ تمہاری فرار و پسپائی سے کیا کام؟ حضرت ام عمارہؓ نے ایک ہوازن کے سورما کو ایک اونٹ پر پرچم اٹھائے مسلمانوں کو دوڑاتے دیکھا تو ''اس کا راستہ کاٹا اور اس کے اونٹ کی کونچ کاٹ دی جیسے ہی وہ اپنے پچھلے دھڑ پر گرا میں نے اس کا کام تمام کردیا اور اس کی تلوار پر قبضہ کرلیا۔ میں نے اس دوران دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اپنے دستِ مبارک میں ننگی تلوار لیے ہوئے صحابہ کرام کو پکار رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی پکار پر پلٹ پڑے ہیں۔ مزید فرماتی ہیں کہ میرے دو بیٹے - حبیب و عبداللہ فرزندانِ زید، قیدیوں کو باندھ کر لائے تو میں غصہ سے بے قابو ہوگئی اور ان سے ایک کی گردن اڑا دی۔ دوسرے لوگ بھی قیدی پکڑ پکڑ کر لاتے رہے۔ میں نے صرف بنو مازن بن النجار کے پاس تیس اسیر جنگ دیکھے۔ مسلمانوں کی یہ شکست انتہائی شدید تھی اور کئی تو مکہ تک فرار ہوگئے تھے مگر پھر وہ لوٹے اور انہوں نے جہاد میں ایسا بھرپور حصہ لیا کہ پانسہ ہی پلٹ دیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان مجاہدین کو حصۂ غنیمت عطا فرمایا۔'' اس کے بعد حضرت ام سلیمؓ اور ام الحارث انصاریؓ کے بیانات ہیں جو مسلم پسپائی کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ (۳۹)

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ کم از کم پانچ انصاری خواتین نے غزواتِ فتح مکہ، حنین، اوطاس اور طائف میں شرکت ہی نہیں کی تھی بلکہ اپنی بہادری، صلابتِ ایمانی، شجاعت و غیرت اور تلوار بازی اور خنجر زنی کے جوہر بھی دکھائے تھے اور ان سب سے بڑھ کر میدان جنگ میں ان کی ثبات قدمی اور صبر کامل تھا۔ وہ خواتین اور عورتیں ہونے کے باوجود میدان جنگ میں اس وقت ڈٹی رہی تھیں جب ان کے مرد سورماؤں کے قدم اکھڑ گئے تھے اور وہ بلا تحاشہ بھاگ رہے تھے۔ ان پسپا ہونے والے مردوں، فراری مجاہدوں کو ان عورتوں نے ہی غیرت دلائی تھی اور ان کو واپس میدان جنگ میں کھینچ بلایا تھا۔ یہ فوجی لحاظ سے اور جہادی اعتبار سے عظیم ترین کارنامہ ہے جس پر جہانِ زن جس قدر فخر کرے کم ہے۔

مذکورہ بالا مجاہدات ہی غزواتِ فتح مکہ، حنین، اوطاس اور طائف میں شریک نہ تھیں بلکہ ان کے علاوہ بھی متعدد خواتین تھیں۔ مثلاً حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں یہ بحث کی جاچکی ہے کہ وہ ان غزوات میں بھی شریک تھیں اور دوسرے مشاہد میں بھی حصہ لیا تھا۔ تحقیق و تدقیق سے اور دوسری مجاہدات کی سرفروشی اور جہادی سرگرمی کی

داستان طویل تر بیان کی جاسکتی ہے مگر اس مقالہ میں اس کا موقعہ نہیں۔ یہ ایک تحقیقی مقالے کا معاملہ ہے۔ بہر حال مذکورہ معلومات سے ہی ان کی جہادی سرگرمی کا جو ذکر خیر ملتا ہے، وہ ان کے افتخار کے لیے کافی ہے اور ہمارے لیے سرمایہ بصیرت اور سرمۂ بصارت ہے کہ ایسی بھی چنگاریاں ہماری خاکستر میں تھیں۔

فوجی طب و جراحت میں خواتین:

ایک اہم شعبۂ جہاد زخمی مجاہدین کی تیمار داری اور ان کی دوا دارو کا تھا۔ اس میں بھی خواتین اسلام پیش پیش نظر آتی ہیں۔ تمام غزواتِ نبوی میں جو خواتینِ عصر اور مجاہدات شریک ہوئیں انہوں نے بلا استثنا مجاہدین کی خدمت اور زخمیوں کے علاج ومعالجہ کو ایک مقصدِ شرکت بنایا تھا۔ بعض غزواتِ نبوی کے واقعات اور انفرادی شخصی خاکوں سے کئی خواتین کی طبی و جراحی خدمات کا علم ہوتا ہے اور بعض بعض تو اپنے عہد کی ماہر طبیب و جراح کی حیثیت سے سامنے آتی اور کارگزاری دکھاتی ہیں۔

شاید ان میں سب سے اہم طبیب و جراح حضرت رفیدہ انصاریہ تھیں۔ ان کی خاندانی نسبت کے بارے میں خاصا اختلاف ہے کہ وہ انصاری تھی یا غفاری یا اسلمی۔ بہر حال ان کی عظمتِ شان اور مہارت فن کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ اوسیؓ جب غزوۂ خندق میں شدید زخمی ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے صحن میں حضرت رفیدہؓ کا خیمہ لگوا دیا تھا اور حضرت سعد اوسیؓ کو انہیں کے خیمہ میں رکھا گیا تھا تا کہ رسول اکرم ﷺ ان کی قریب سے عیادت کرسکیں۔ وہ عام زخمیوں کا علاج بھی کرتی تھیں اور مسلمانوں کی خدمت کو باعث اجر وثواب سمجھتی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ جب بھی ان کے پاس سے گزرتے تو ان کی صبح و شام کی خیریت دریافت کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کو اس سے باخبر کرتی تھیں:

"......فكانت تداوی الجرحی و تحتسب بنفسها علی خدمة من كانت به ضيعة من المسلمين و كان رسول الله ﷺ يمرهبا فيقول: كيف أمسيت؟ و كيف أصحبت؟ فتخبره۔"

مولانا شبلی ؒ نے تاریخ الخمیس حافظ ابن حجر کی الاصابہ، امام بخاری کی صحیح بخاری اور الادب المفرد اور ابن سعد کے حوالے سے بھی ان کا اور ان کے جراح خانے کا ذکر کیا ہے۔ (۴۰)

ان تمام روایات اور احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رفیدہ/ کعیبہؓ مستقل جراح و طبیب نبوی ﷺ تھیں اور ان کا خیمہ مسجد میں مستقل طور سے لگا رہتا تھا جہاں وہ علاج کیا کرتی تھیں۔ وہ غزوات نبوی میں بھی جاتی رہتی تھیں جیسا کہ غزوہ خیبر میں ان کی شرکت سے ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ان غزوات میں علاج

ومعالجہ اور جراحی وغیرہ کے معاملات ہی دیکھا کرتی تھیں۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے رابطہ میں بھی برابر رہتی تھیں۔ اس کے لیے یہ واقعہ بھی بہت اہم ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی مسجد کے صحن میں ان کا خیمہ لگوایا تھا اور ان سے مسلسل ملاقاتیں فرماتے تھے۔

حضرت رفیدہ/ کعیبہ کے علاوہ بعض دوسری خواتین بھی طبابت و جراحی میں مہارت کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں حضرت ام سنان اسلمیؓ خاصی اہم جراح وطبیب تھیں۔ ان کے پاس ان کے خاندان کی ایک خاص دوا تھی جس سے وہ زخمیوں اور بیماروں کا علاج کرتی تھیں اور وہ ٹھیک ہوجاتے تھے۔ (واقدی، ۶۸۷) دوسروں میں حضرت ام عطیہؓ انصاری، حضرت ام ورقہ انصاری اور حضرت ثبیۃ بنت حنظلہ اسلمیؓ وغیرہ شامل تھیں۔ اسی طرح بعض غفاری خواتین بھی ماہر طبیب و جراح تھیں۔ ان میں سے ایک خاتون کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ان کے پاس ایسی دوائیں تھیں جن سے زخمیوں اور بیماروں کو فوری فائدہ ہوتا تھا۔ صحیح بخاری اور فتح الباری میں ان غفاری ماہرین کے مسجد نبوی میں خیموں کے لگائے جانے کا ذکر غزوۂ خندق وغزوۂ بنی قریظہ کے حوالے سے ملتا ہے اور ان کی ماہرانہ خدمات طب و جراحی کا ذکر خیبر کے ضمن میں زیادہ ملتا ہے۔

مختصر تجزیہ:

غزواتِ نبوی میں مجاہدات اسلام اور خواتینِ عصر کی خدمات کا تذکرہ ذرا طویل ہوگیا کہ حکایت لذیذ تھی جس کا ذکر لذیذ ترین بن گیا۔ بہر حال وہ ان کی شاندار خدمات اور بہادرانہ مظاہروں کے سبب اسی ذکر جمیل کی مستحق تھا۔ اس سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں:

۱- بلاشبہ جہاد وقتال مسلمان مجاہدوں کا فریضہ ہے اور عورتوں پر وہ فرض نہیں لیکن بعض اوقات فرض بھی بن جاتا ہے۔

۲- سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان خواتین عصر کو تمام غزوات میں تقریباً شرکت کی اجازت بخوشی عطا فرمائی۔

۳- غزوۂ بدر کے سوا تمام غزوات نبوی میں-احد ۳ھ-۶۲۵ء تا تبوک ۹ھ/۶۳۱ء- میں ان کی شرکت ثابت ہے۔

۴- جن مجاہدات کا تذکرہ مل سکا وہی صرف کل تعداد نہیں ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی خواتین شریک رہی تھیں۔

۵- تمام غزوات میں ازواج مطہرات میں سے کوئی نہ کوئی اور بسا اوقات دو تا چار بھی شریک سفر و جہاد رہی تھیں۔

۶- ان مجاہدات کا بنیادی کام غیر جنگی تھا؛ مریضوں کی دیکھ بھال، زخمیوں کا علاج معالجہ اور تیمار داری اور کھانا پکانے وغیرہ کی عام خدمات۔

۷- لیکن موقعہ پڑنے پر انہوں نے شاندار جنگی صلاحیتوں اور فوجی خدمات کا مظاہرہ کیا۔ حضرت ام عمارہ، حضرت

ام سلیمؓ وغیرہ کی فوجی و جنگی خدمات احد، حنین وغیرہ میں مجاہدین سے کسی طرح کم نہیں تھیں، بلکہ عورت ہونے کے ناطے ان کو ایک گونہ فضیلت بھی حاصل تھی۔ دفاعِ نبوی میں حضرت ام عمارہؓ کی سرفروشی اور غزوۂ حنین میں ان کی اور ان کی سہیلیوں کی جاں نثارانہ ثابت قدمی سنہری حروف میں لکھے جانے کے لائق ہے۔ بالخصوص غزوۂ حنین میں مجاہدین کی عام پسپائی کے لمحات میں ان کا ثبات وصبر اور اولوالعزمی تحسین وتعریف سے ماورا ہے۔ مسلمان مجاہدین کی میدان جنگ میں واپسی کا ایک حصہ شرف ان ہی خواتین کو جاتا ہے۔

۸- ان خواتین عصر میں ہر عمرہ اور سن وسال کی مجاہدات شامل تھیں۔ حضرت امیہ بنت قیس جیسی نوخیز ونوعمر چودہ پندرہ سالہ اسلامی چنگاری بھی تھی جس نے حدِ بلوغ غزوۂ خیبر کے سفر میں حاصل کی تھی۔ نوجوان و جوان مجاہدات بھی تھیں جن کی عمریں بیس تیس سال کے درمیان تھیں اور چالیس پچاس سالہ بلکہ ان سے زیادہ معمر خواتین جیسے حضرت ام عمارہؓ وغیرہ بھی تھیں جن کے جوان بیٹے بھی جہاد میں شریک تھے۔ غزوۂ احد میں حضرت عائشہؓ ان کے مقابلے میں کم سنی کی دہلیز پر کھڑی نظر آتی ہیں کہ مشکل سے گیارہ بارہ سال کی تھیں۔ ایسی اور بھی نونہالان اسلام تھیں۔ ان میں سے متعدد ایسی تھیں جو بحالت حمل غزوات میں گئیں اور کئی ایک نے وہیں میدان جنگ میں اسلامی مجاہدین کو جنم دیا۔

۹- خواتینِ غزوات و مجاہدات اسلام کی شرکت کا زمانہ پردہ وحجاب کے احکام کے نزول سے قبل بھی تھا اور اس کے بعد بھی۔ بلکہ بعد حجاب کے غزوات میں ان کی شرکت زیادہ کثرت سے نظر آتی ہے۔ جیسے غزوات خیبر، عمرۃ القضاء، فتح مکہ، حنین، اوطاس و طائف وغیرہ۔ لہٰذا ان روایتی اہل قلم کا یہ خیال کہ وہ شریک جہاد حجاب کے حکم سے قبل ہوئی تھیں بے جا تعمق ہے بل کہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

۱۰- رسول اکرم ﷺ کی غزوات میں خواتین کو شرکت کی اجازت اور ان کی خدمات سے متواتر استفادہ ایک حکمت نبوی کو ثابت کرتا ہے۔ اور وہ ہے اجتماعی معاملات میں نصف اسلام کی ان کی استطاعت و صلاحیت کے مطابق اسلامی حدود میں مساوی شرکت۔ میدان جنگ میں زندگی کے مختلف اور گوناگوں میادین میں سے صرف ایک جولان گاہ اور کارگاہ ہے مگر انتہائی غیر معمولی صلاحیتوں اور لیاقتوں اور صفات کا میدان۔ رسول اکرم ﷺ نے صنف نازک کو اس کارگاہ حیات میں اتار کر اس کی خفتہ صلاحیتوں کو تو اجاگر ہی کیا، یہ اسوہ حسنہ بھی قائم فرما دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی کارگزار دکھا سکتی ہیں اور اپنے مردوں کو پشتۂ طاقت فراہم کرسکتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) کتب سیرت وحدیث جیسے ابن ہشام، واقدی، بلاذری، ابن کثیر و بخاری، مسلم کے علاوہ ملاحظہ ہو: خاکسار کی کتاب: نبوی غزوات وسرایا کی اقتصادی جہات وغیرہ

(۲) بخاری، کتاب الجهاد و السیر کے ابواب جهاد النساء وغیرہ (ابواب ۶۲-۶۸ و مابعد) اور فتح الباری ۶/۹۳-۱۰۰ و مابعد کے مباحث بہت اہم ہیں؛ نیز مقالہ خاکسار ''اسفار وغزوات نبوی میں ازواج مطہرات کی رفاقت، تحقیقات اسلامی علی گڑھ، ۱۹۹۵، ۲۱-۴۱۔

(۳) کتاب سیرت و تاریخ کے ابواب متعلقہ کے علاوہ بخاری، کتاب المغازی کے مختلف ابواب اور فتح الباری کے مباحث متعلقہ ملاحظہ ہوں، نیز آئندہ بحث بھی ملاحظہ ہو۔

(۴) ابن سعد، ۸/۴۵۷؛ اسد الغابۃ، ۵/۴۸۹

(۵) ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب امامة النساء؛ حدیث: ۵۹۱-۵۹۲؛ ان النبی ﷺ لما غدا بدر اقالت...... کان رسول اللہ بزورها فی بیتها......

(۶) واقدی، کتاب المغازی

(۶ب) بخاری، کتاب الجهاد، باب غزو النساء و قتالهن مع الرجال

(۷) حدیث: ۲۸۸۱، طرف: ۴۰۷۱ (بخاری کتاب الجهاد، باب حمل النساء القرب الی لاناس فی الغزو: فتح الباری، ۶/۹۶-۹۷ و مابعد)

(۸) حدیث: ۳۸۸۲، اور حدیث ۵۶۷۹، (فتح الباری، ۶/۹۸)

(۹) کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، ۲/۲۳۷-۲۴۰ اور دیگر کتب سیرت و تاریخ جدید۔

(۱۰) ابن سعد، ۸/۴۱۲-۴۱۳، نیز بخاری، کتاب المغازی، غزوہ احد، فتح الباری، ۷/۴۵۷

(۱۱) ابن سعد، ۲/۴۱۳، نیز اسد الغابۃ، الاصابۃ وغیرہ میں سوانح حضرت نسیبہ اور راویہ گرامی: جدۂ حضرت حمزہ بن سعید مازنیؒ

(۱۲) ابن سعد، ۸/۴۱۴-۴۱۵؛ ابن ہشام، ۲/۸۴؛ ابن کثیر البدایہ والنہایۃ، ۴/۳۴؛ سہیلی، متعلقہ غزوہ وغیرہ۔)

(۱۳) ابن سعد، ۸/۴۱۳

(۱۴) بخاری، فتح الباری، ۷/۴۵۸ و مابعد؛ نیز کتب سیرت ابن ہشام، واقدی وغیرہ

(۱۵) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافك، ابن ہشام، ابن سعد، ابن کثیر، طبری، نیز واقدی میں غزوۂ مریسیع کا باب ومبحث۔

(۱۶) بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الخندق؛ فتح الباری، ۷/۴۹۰-۵۰۸، کے ابواب مختلفہ؛ حافظ ابن حجرؒ کتب

سیرت کی روایات بھی جمع کردی ہیں۔

(۱۷) بخاری، فتح الباری مذکورہ بالا؛ ابن ہشام؛ ابن سید الناس، ۲/۳۳-۴۸؛ حضرت عائشہ کا مشورہ حضرت ام سعد کو

(۱۸) فتح الباری، ۷/۵۰۸ کے مطابق حضرت صفیہؓ نے بعض دوسری جنگی خدمات بھی انجام دی تھیں؛ کاندھلوی ۲/۳۲۳ بحوالہ ابن ہشام

(۱۹) بخاری، فتح الباری، مذکورہ بالا، احادیث: ۴۱۰۱-۴۱۰۲ نیز احادیث مابعد۔

(۲۰) بخاری، کتاب المغازی، مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظه ......الخ، فتح الباری، ۷/۵۰۸ و مابعد۔

(۲۱) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية الخ وغیرہ دوسرے ابواب؛ فتح الباری، ۷/۵۴۷-۵۷۱؛ کتب سیرت و تاریخ کے ابواب غزوہ۔

(۲۲) بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد الخ، فتح الباری، ۵/۴۰۴-۴۲۶ و مابعد؛ حدیث: ۲۷۳۱-۲۷۳۲۔

(۲۳) ابن اسحاق/ابن ہشام، واقدی، ابن سعد، طبری، ابن کثیر وغیرہ کتب سیرت و تاریخ کے علاوہ کتب حدیث، بخاری و مسلم اور ان کی شروح ملاحظہ ہوں؛ واقدی اور اسد الغابۃ میں تفصیلات زیادہ ہیں۔ ابن سعد کی جلد ہشتم کے سوانحی خاکوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

(۲۴) ابن سعد، ۸/۲۹۳؛ دوسری غفاری مجاہدات کے اسماء گرامی کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔ دوسری روایت میں منتشر طور سے ملتا ہے۔

(۲۵) ابن سعد، ۸/۲۹۲؛ واقدی، ۶۸۶-۶۸۷: مذکورہ بالا واقعہ کے علاوہ انہوں نے غزوۂ خیبر کے بعض واقعات بیان کیے ہیں۔ ان کو مغانم خیبر سے قیمتی کپڑے اور تانبہ کی ایک پتیلی ملی تھی۔ وہ طبیب جراح بھی تھیں اور اس حیثیت سے انہوں نے گرانقدر خدمات اس غزوہ میں انجام دی تھیں۔

(۲۶) ابن سعد، ۸/۲۹۲؛ واقدی، ۶۸۵: ان کا نام ام متاع الاسلمیہ لکھا گیا ہے جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔ صحیح ام مطاع ہے۔

(۲۷) ابن سعد، ۸/۲۹۱؛ واقدی، ۶۸۵ نیز اسد الغابۃ کا خاکہ۔

(۲۸) ابن سعد، ۸/۴۵۹؛ واقدی، ۶۸۵؛ ان کو عطائے خیبر سے تین ہار (خرزات) ملے تھے، اسی طرح ان کی سہیلیوں کو بھی ملے تھے۔ کان کی کئی طلائی بالیاں ان کے بھائی حضرت اسعد بن زرارہ کی لڑکیوں کے لیے عطا فرمائی تھیں۔ خواتین کو بالعموم زیورات ہی عطا فرمائے تھے۔

(۲۹) ابن سعد، ۸/۴۱۲ نے دوسرے غزوات نبوی میں ان کے کارناموں کا ذکر نہیں کیا ہے، واقدی: ۶۸۵

(۳۰) ابن سعد، ۲۹۲/۸؛ واقدی، ۶۸۵ نیز دیگر کتب حدیث وسیرت وسوانح۔

(۳۱) واقدی ۶۸۷-۶۸۸ مجاہدات کو انعام وعطا دینے کے وقت پھر ان کی گنتی ہوئی تو وہ بیس (۲۰) نکلیں اور سب کو یکساں ہار/ زیور ملے؛ نیز مضمون خاکسار، اسفار وغزوات نبوی میں ازواج مطہرات کی رفاقت، تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۵ء۔

(۳۲) بخاری، کتاب المغازی، غزوۂ خیبر، حدیث: ۴۲۰۰-۴۲۰۱، ۴۲۱۱ وغیرہ؛ فتح الباری ۷/ ۵۸۵-۵۹۶ و مابعد

(۳۳) کتب حدیث وسیرت وتاریخ کے ابواب بالخصوص فتح مکہ کا باب ملاحظہ ہو

(۳۴) تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو، خاکسار کا مقالہ مذکورہ بالا بر اسفار وغزوات میں ازواج مطہرات کی رفاقت نیز کتب سیرت وتاریخ۔

(۳۵) بخاری، کتاب المغازی، ابواب غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ طائف وغیرہ؛ دیار بکری، تاریخ الخمیس، قاہرہ، ۱۳۰۲ھ ......۱۸۱؛ واقدی ۸۱۰-۸۱۱؛ و مابعد؛ فتح الباری، ۸/۱-۲۰ و ما بعد؛ ابن سعد، ۸/تراجم امہات المومنین؛ تفصیل کے لیے مذکورہ بالا مضمون بر اسفار وغزوات۔

(۳۶) مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوه النساء مع الرجال؛ ابن سعد، ۴۱۲/۸ نیز بخاری اور فتح الباری کے ابواب

(۳۷) واقدی، ۱۰۳۶-۱۰۳۷؛ ۱۰۸۹ وغیرہ

(۳۸) ابن سعد، ۴۵۵/۸؛ اسد الغابۃ، ۶۰۳/۵ کے خاکہ ام عطیہ میں ہے کہ وہ عظیم ترین صحابیات میں سے تھیں اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تھیں: کانت من کبار نساء الصحابه ...... و تعزومع رسول الله ﷺ ......'' ان کے اصل نام نسیبہ بنت الحارث کے خاکہ میں بھی یہی عام ذکر ہے اگرچہ الفاظ دوسرے ہیں: ''کانت تشهد المشاهد مع رسول اللهﷺ ......'' ظاہر ہے کہ یہ سات بڑے غزوات تھے اور بدر کے بعد کے تھے۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ غزوات احد، خندق، مریسیع، فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک وغیرہ میں شریک رہی تھیں۔

(۳۹) واقدی ۹۰۲-۹۰۴ و مابعد؛ دوسرے غزوات میں ان کی شرکت کے لیے؛ احد-۵۲۲، حدیبیہ، ۵۷۴-۶۱۵؛ خیبر ۶۶۱-۷۱۳، حدیبیہ وعمرۃ القضیہ، ۷۳۵-۷۳۷ نیز خاکہ اسد الغابۃ وغیرہ

(۴۰) (سیرۃ النبی ﷺ، ۴۳۳/۱؛ یہ ابن ہشام وابن اسحاق کا بھی بیان ہے ۲۵۰/۳، ابن سعد اور ان کے استاذ گرامی نے ان کا نام کعیبہ بنت سعد بن عتبہ بتایا ہے اور ان کی طبی مہارت اور جراحی کی قابلیت کا بہت شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ (ابن سعد، ۲۹۱/۸: " وهی التی کانت تکون فی المسجد خیمه تداوی المرضیٰ والجرحیٰ ...... "؛ واقدی، ۵۱۰ ...... و کانت تداوی الجرحیٰ، و تلم الشعث، و تقوم علی الضائع والذی لاحدله، و کان لها خیمه فی المسجد......'')